المیۂ کشمیر: غیروں کا ظلم، اپنوں کا جرم

ارشد حسین°

مملکتِ خداداد پاکستان کے ساتھ جموں وکشمیر کے لوگوں کی محبت وعقیدت کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے۔ یہ آج کی بات نہیں ہے بلکہ یہ اُنس اور لگاؤ کا تعلق اُس دن سے چلا آرہا ہے، جب سے یہ مملکت معرضِ وجود میں آئی ہے۔

یہ محبت دلوں میں لیے کشمیری قوم کی دو نسلیں رخصت ہوچکی ہیں۔ اپنے اس خواب کو شرمندۂ تعبیر کرنے کے لیے یہ قوم برصغیر کے تقسیم کے دن ہی سے جدوجہد میں مصروف ہے اور اسے قدم قدم پر مصائب اور صعوبتوں کا سامنا رہا ہے۔آزادی کی یہ تحریک اب باضابطہ طور پر تیسری نسل تک منتقل ہوچکی ہے۔ بھارت کے وحشت ناک مظالم کشمیریوں کے صبرو استقامت اور قربانیوں سے مزین اس تحریک آزادی کی راہ کھوٹی نہ کرسکے اور نہ اپنوں کی بے رُخی اس جذبۂ حُریت کو کمزور کرسکی ہے۔ بلامبالغہ آج کی تاریخ میں، یہ حقیقت علی الاعلان کہی جاسکتی ہے کہ کشمیریوں کے جذبۂ آزادی اور پاکستان سے محبت کو ہر کٹھن اور مشکل حالات سے مہمیز ملی ہے۔

کشمیریوں کا پاکستان کے ساتھ محبت کا اظہار کوئی جز وقتی یا مادی فوائد کے حصول کا معاملہ نہیں ہے، بلکہ یہ ایک روحانی اور نظریاتی رشتہ ہے، جس کی بنیادیں بہت ہی راست وپیوست ہیں۔ یہ رشتہ حرص وطمع کے کسی مفروضے پر استوار نہیں ہے، بلکہ یہ مادی قدروں سے ماورا ایک ایسا لافانی تعلق ہے، جو ایمان وایقان سے تعلق رکھتا ہے۔ اس رشتے کا تعلق لاالہ الا اللہ سے ہے، جس کی بنیاد پر یہ مملکت خداداد قائم کی گئی ہے۔ پاکستان محض متعین جغرافیائی حدود کا نام نہیں ہے بلکہ

° سری نگر

یہ ایک نظریہ اور فکر ہے، جس کی اپنی ایک ایسی شان دار تہذیب اور درخشاں تاریخ ہے جس نے عالمِ انسانیت کو ظلمت کدوں سے نکال کر خیر اور روشنیوں سے منور کر دیا ہے۔

اسی نظریے اور تہذیب و تاریخ سے وابستگی کشمیریوں کی پاکستان سے محبت اور عقیدت کا مظہر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لاکھوں بھارتی فورسز کی ناک کے نیچے کشمیر میں سبز ہلالی پرچم لہرایا جاتا ہے۔ کھلے سینوں کے ساتھ، اُگلتی گولیوں بندوقوں کے دہانوں کے سامنے'ہم پاکستانی ہیں اور پاکستان ہمارا ہے' کے نعرے بلند کیے جاتے ہیں۔ نہ صرف کشمیر میں، حتیٰ کہ بھارت کی دوسری ریاستوں میں نتائج کی پروا کیے بغیر کشمیری پاکستان کے حق میں اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں۔

پاکستان میں پیش آئے کسی ناخوش گوار واقعے پر کشمیریوں کے دل مضطرب ہو جاتے ہیں۔ پاکستان کے لیے دعاؤں اور نیک تمناؤں سے یہاں کی مسجدیں گونج اُٹھتی ہیں۔ خود غلامی کی ذلت میں جکڑے ہونے کے باوجود ہمیشہ کشمیریوں کو پاکستان کی نظریاتی بقا اور جغرافیائی سالمیت اور وہاں کے عوام الناس کی سلامتی کی فکر دامن گیر رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذاتِ اقدس کے بعد کشمیریوں کی تمام تر نظریں پاکستان پر مرکوز ہیں۔ اسے اپنا محسن قرار دیتے ہیں، اُمیدوں اور تمناؤں کا مرکز مانتے ہیں۔

بھارت کے ظالمانہ جبری قبضے سے نجات حاصل کرنے کے لیے وہ پاکستان کی ہر ممکن مدد کو پاکستان کی منصبی ذمہ داری سمجھتے ہیں۔ کیونکہ پاکستان نہ صرف تنازعہ کشمیر کا فریق بلکہ مغلوب و مجبور قوم کا خیرخواہ ہونے کے ساتھ ساتھ وکیل بھی ہے۔ اس حوالے سے وہ پاکستان سے کسی غیر مستعدی کی اُمید نہیں رکھتے۔ کسی ایسے اقدام اور لاپروائی سے پاکستان کے ساتھ بے پناہ عقیدت رکھنے والے کشمیریوں کی دل آزاری ہوتی ہے جس سے مسئلۂ کشمیر کو زک پہنچتی ہو، جو کشمیریوں کے جذبات سے ہم آہنگ نہ ہو، بے مثال قربانیوں سے مطابقت نہ رکھتا ہو، اور زمینی حقائق کے برعکس ہو۔

تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ تنازعہ کشمیر کو بین الاقوامی رنگ دینے اور اقوام متحدہ جیسے عالمی ادارے کو اس میں دخل اندازی کی دعوت دینے میں بھارت نے پہل کی تھی۔ پاک بھارت کے مابین کشمیر پر تنازع اُٹھ کھڑا ہونے اور آج تک حل نہ ہونے کی بنیادی وجہ جہاں انگریز سامراج کی بھارت کے ساتھ ملی بھگت اور جموں و کشمیر کے فرقہ پرست ڈوگرہ مہاراجا کا سازشیں رچانا ہے، وہاں پاکستان کی سیاسی عدم حساسیت اور لیت و لعل پر مبنی پالیسی بھی بنیادی وجہ ہے۔

چونکہ اصولِ تقسیم کے فارمولے کی رُو سے جموں و کشمیر کا پاکستان کے ساتھ شامل ہونا یقینی تھا اور یہاں کے لوگوں کی غالب اکثریت اس کے حق میں تھی لیکن اس کے باوجود ایسا ہونے نہیں دیا گیا اور بھارت، جموں و کشمیر کا زبردستی 'الحاق' اپنے ساتھ کرنے اور اسے اپنی ریاستوں کی فہرست میں شامل کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ قائداعظم نے جموں و کشمیر کو پاکستان کی شہہ رگ قرار دیا تھا جس کے بغیر پاکستان کا وجود نامکمل ہے۔

کشمیر کو پاکستان کے لیے 'کورا چیک' (Blank Cheque) کہا گیا تھا، جسے پاکستان جب چاہے وصول کرسکتا ہے اور بھارت چاہے کچھ بھی کرے، زمینی حقائق بہرحال ہر لحاظ سے پاکستان کے حق میں ہیں۔ پاکستان اسی زعم میں مبتلا رہ کر کوئی خاطرخواہ اقدام کرنے سے پس و پیش کرتا رہا اور نتیجتاً وقت گزرنے کے ساتھ آسان اور قابلِ فہم کشمیر کا معاملہ پیچیدہ سے پیچیدہ تر ہوتا چلا گیا۔ بھارت نت نئے فرضی بہانوں سے وقت گزاری کی اپنی پالیسی پر عمل پیرا رہا۔ پاکستان مسئلے کی حساسیت سے بے پروا ہ کر محض زبانی بیانات پر قانع رہا، مگر دوسری جانب بھارت جموں و کشمیر کو اپنے ساتھ ملانے کے لیے جان توڑ کوششوں میں منہمک ہوگیا۔

ایک طرف بھارت نے جموں و کشمیر کے قدآور سیاسی شخصیات کو اپنی جھولی میں ڈالنے کی کامیاب کوششیں کر ڈالیں، تو وہیں دوسری طرف بھارتی آئین کی توسیع جموں و کشمیر تک کرنے کا باقاعدہ عمل بھی شروع کر دیا گیا۔ پُرفریب انداز سے بھارتی آئین میں دفعہ ۳۷۰ کی تخلیق کر کے چپکے سے ایسے داؤ کھیلتا رہا کہ ریاست کو بھارتی یونین کے ساتھ غیرمحسوس انداز سے ضم کرنے کی راہیں کھول کر رکھ دیں اور آہستہ آہستہ یہ منصوبہ اب اپنے تکمیل کے قریب پہنچتا دکھائی دینے لگا ہے۔ بھارتی آئین کی مذکورہ دفعہ بھارت کی طرف سے جموں و کشمیر کے لوگوں پر کوئی بارِ احسان یا کوئی فراخ دلانہ تحفہ نہیں تھا، بلکہ یہ بھارت کی طرف سے ایک منصوبہ بند اقدام تھا، جس کی رُو سے بھارت آئینی طور پر جموں و کشمیر کے معاملات میں دخل اندازی کرنے کی پوزیشن میں آ گیا۔ وگرنہ بھارت کے پاس ریاست جموں و کشمیر میں کسی بھی قسم کی سیاسی یا اقتصادی دخل اندازی کا کوئی آئینی اور قانونی جواز موجود نہیں تھا۔ پھر یہاں سے اپنے ہم نوا طالع آزما سیاسی لیڈروں کی وساطت سے جموں و کشمیر کے عوام کو یہ بات باور کرانے میں بھی ایک حد تک کامیاب رہا کہ یہاں کے

لوگوں کا پشتی بان اور عزت و وقار کا ضامن بھارتی آئین ہے۔ اسی لبادے کی آڑ میں بھارت ریاست کے وسائل اور ذخائر پر قابض ہو کر دو دو ہاتھوں لوٹنے میں لگا ہوا ہے۔ بھارت کی جانب سے ایک سے بڑھ کر ایک ترکیب اور سازشیں پروان چڑھانے کا سلسلہ آج تک جاری ہے۔

جموں و کشمیر میں یہ احساس موجود ہے کہ بھارتی جارحانہ عزائم اور وقوع پذیر حالات کے علی الرغم پاکستان محض تماشائی بن کر اس صورتِ حال کا مشاہدہ کرتا رہا اور اس نے مدافعانہ پالیسی کے بجاے چپ سادھ لینے میں عافیت جانی۔ زبانی جمع خرچ اور خواب و خیالات کی دھن میں اس مستی کے جواب میں بھارت فائدہ اُٹھا کر تنازعے کی ہیئت بگاڑنے میں مصروف عمل رہا اور بڑی ڈھٹائی کے ساتھ آگے بڑھتا چلا گیا۔ پاکستان مناسب جوابی اقدام کے بجاے حالات دیکھتا رہا۔

پاکستانی حکمرانوں کی نیم دلانہ پالیسی کا یہ نتیجہ برآمد ہوا کہ بھارت تنازعہ کشمیر کو پاکستان اور بھارت کے درمیان ایک عام مسئلے کی سطح پر لا کر اسے باہمی مسئلہ قرار دینے کے اپنے دعوے میں جری ہوتا گیا۔ وہ ببانگ دہل اقوام متحدہ یا دیگر کسی غیر جانب دار ادارے یا ملک کی مداخلت کو گوارا نہ کرنے کی پالیسی پر عمل پیرا ہے۔ جموں و کشمیر کے عوام کے پیدایشی حق خودارادیت کے مطالبے کی ادایگی پر قومی اور بین الاقوامی سطح پر وعدہ کرنے کے باوجود بھارت اپنے وعدے سے علانیہ مکر گیا ہے۔ تنازعہ کشمیر پر سلامتی کونسل کی منظور کردہ قراردادوں کی نفی کر کے انھیں ناقابلِ عمل قرار دے رہا ہے۔ مقامی انتظامی اُمور کی بجا آوری کے لیے گذشتہ عرصے کے دوران اسمبلی انتخابات کو استصواب راے کا متبادل کہہ کر اسے اپنے حق میں فیصلہ قرار دے رہا ہے۔ اسی پر اکتفا نہیں بلکہ آگے بڑھ کر اب تسلیم شدہ بین الاقوامی تنازعہ کشمیر کو اپنا اندرونی معاملہ قرار دے رہا ہے اور پاکستان کی جانب سے کشمیر کے مسئلے پر بات کرنے پر اسے اپنے اندرونی معاملے میں دخل اندازی کرنے کا الزام صادر کر دیتا ہے۔

دوسری طرف پاکستان کشمیر کے حوالے سے غیر مستقل پالیسی کا منظر پیش کر رہا ہے۔ گذشتہ سات دہائیوں کے عرصے کے دوران بین الاقوامی تسلیم شدہ تنازعہ کشمیر کے ہوتے ہوئے بھارت کے ساتھ کئی دوطرفہ معاہدوں میں شامل ہو گیا، جس سے مسئلہ کشمیر کی بین الاقوامی نوعیت پر حرف آنے کے دریچے وَا ہوئے ہیں۔ معاہدہ تاشقند اور شملہ سمجھوتہ نامی باہمی معاہدوں پر دستخط ثبت کر کے پاکستان نے جو پسپائی اختیار کی، اس سے تنازعہ کشمیر متاثر ہوئے بغیر نہیں رہا۔ اسی طرح

پاکستان کی سیاسی قیادت کی طرف سے کئی بار ایسے بیانات سامنے آئے جن سے پاکستانی حکومت کی مسئلہ کشمیر کے تئیں سردمہری کے واضح آثار دکھائی دیتے تھے۔ کبھی اس کا حل نکالنا آنے والی نسل پر چھوڑنے کی بات کی گئی اور کبھی بھارت کے ساتھ تجارتی روابط بڑھانے کو اس پر فوقیت دی گئی۔

اس کے بعد بچی کھچی کسر پاکستانی فوجی آمر جنرل پرویز مشرف کے دورِ حکومت میں نکال کر رکھ دی گئی۔ پرویز مشرف نے پاکستان کی زمام کار ہاتھ میں لیتے ہی 'سب سے پہلے پاکستان' کا نعرہ بلند کیا۔ وہ بھارت کے ساتھ دوستی کرنے اور پینگیں بڑھانے کے فراق میں پاکستان کی تاریخی پس منظر کی روشنی میں مرتب کی ہوئی کشمیر پالیسی سے منحرف اور پاکستان کے تاریخی اور روایتی موقف سے دست بردار ہوگیا۔ مسئلہ کشمیر کو حل کرنے کے لیے خودساختہ اور غیرمنطقی آوٹ آف بکس چارنکاتی فارمولہ پیش کیا۔ مذکورہ فارمولا جموں وکشمیر کے عوام کی اُمنگوں اور جذبات پر شب خون کے مترادف تھا۔

ایک طرف یہ 'جنرل مشرف فارمولا' پاکستان کی دیرینہ کشمیر پالیسی سے متصادم تھا، وہیں دوسری طرف اس نام نہاد فارمولے نے آزادی پسند کشمیریوں میں شکوک وشبہات پیدا کر دیے۔ نتیجتاً ریاست کی آزادی پسند قیادت انتشار کا شکار ہوگئی۔ جموں وکشمیر کے ہندنواز سیاسی لیڈروں کو پاکستان مدعو کر کے ان کے لیے ریڈ کارپٹ بچھائے گئے۔ حالاں کہ پاکستانی حکومت اس حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے کہ ریاست کا یہ ہندنواز طبقہ بھارتی مقبوضہ مشینری کا آلۂ کار ہے جو جموں وکشمیر میں بھارتی قبضے کو مستحکم کرنے اور دوام بخشنے میں ہراول دستے کا کام انجام دے رہا ہے۔ یہ طبقہ جموں وکشمیر کے لوگوں پر مصائب اور جبروستم ڈھانے میں بھارتی فورسز کے ساتھ برابر کا شریک رہا ہے۔ ریاست میں بھارتی مظالم کا دفاع اور انھیں جواز بخشنے میں پیش پیش چلا آرہا ہے۔ اس کے باوجود جنرل پرویز مشرف کی طرف سے اس کا والہانہ استقبال کیا گیا جو آزادی پسند کشمیری قوم کے زخموں پر نمک پاشی کے مترادف تھا۔

بھارت کے ساتھ کنٹرول لائن پر جنگ بندی کر کے جنرل پرویز مشرف نے بھارت کو لائن آف کنٹرول پر دیوار تعمیر کرنے اور تاربندی کرنے کی کھلی چھوٹ دے دی۔ اس طرح سے بھارت، جموں وکشمیر کو منقسم کرنے والی خونیں عبوری لائن کو ناقابلِ عبور بنانے میں کامیاب ہوگیا،

تاکہ منقسم کشمیری ایک دوسرے کے ساتھ مل نہ سکیں، مشکل اور مجبوری کے حالات میں مقبوضہ کشمیر کے لوگ آزاد کشمیر میں پناہ نہ لے سکیں۔ یہ سب کچھ پاکستانی حکومت کی اجازت سے ہی یقینی ہوسکا ہے۔ بصورت دیگر ایسا کرنا بھارت کے لیے نہ ممکن تھا اور نہ حقوق انسانی اور بین الاقوامی قانون ہی اس بات کی اجازت دیتا ہے۔ ماہر قانون واعلیٰ پایے کے دانش ور حضرات اور تجزیہ نگاروں کے مطابق 'مشرف فارمولا' مسئلے کے حل کے لیے نہیں، بلکہ اس مسئلے کو مٹانے کی کوشش تھی۔

بھارتی ظالموں کا ظلم اپنی جگہ ننگا ناچ، ناچ رہا ہے، لیکن پاکستانی حکمرانوں کی اس متلون مزاجی سے مسئلۂ کشمیر کی قانونی اور اخلاقی بنیادوں کی بیخ کنی ہوتی رہی ہے۔ یوں پاکستان کو مسئلے کے ایک فریق اور مظلوم کشمیریوں کے وکیل ہونے کے اعتبار سے مقدمہ پیش کرنے میں کمزوری در آئی۔ پاکستان کی جانب سے ایسی بے جا لچک دکھانے سے یہاں کشمیر میں یہ تاثر اخذ کیا جانے لگا ہے کہ پاکستان اب مسئلہ کشمیر سے چھٹکارا حاصل کرنے کی کوششیں کر رہا ہے۔ درآں حالاں کہ وہ اپنے بیانات میں کشمیریوں کی سیاسی، سفارتی اور اخلاقی مدد جاری رکھنے کا دعویٰ بھی کر رہا ہے۔ دوسری طرف بھارت اپنے موقف کے اندر سخت شدت لاتا جارہا ہے۔ جموں و کشمیر پر اپنے قبضے کو مضبوط کرنے کے لیے ہمہ جہت نوعیت کے منصوبے تشکیل دے رہا ہے۔

پچھلے ۷۰ برسوں سے بالعموم اور گذشتہ ۲۷ برسوں سے بالخصوص محوِجدوجہد کشمیریوں کو تختۂ مشق بنایا ہوا ہے۔ راے عامہ اور عالمی برادری کے سامنے منفی پروپیگنڈا کر کے جموں وکشمیر کی تحریک خود ارادیت کو بھارت 'دہشت گردی' سے منسوب کرنے کی کوششیں کر رہا ہے۔ ایسی صورتِ حال کے حوالے سے پاکستان کس قدر متفکر ہے اور بھارتی منصوبوں اور پروپیگنڈے کا توڑ کرنے کے لیے کیا کاوشیں کی جارہی ہیں؟ کوئی مناسب، مؤثر اور خیرخواہ اقدام کشمیری ہنوز دیکھنے سے قاصر ہیں۔ پھر پاکستان کی کشمیر کمیٹی کا رُخ کردار' تو ایک 'معمّہ ہے سمجھنے اور سمجھانے کا'۔

پاکستان کی جانب سے دی گئی ان یک طرفہ رعایتوں کا نتیجہ یہ نکلا کہ محوِجدوجہد کشمیری قوم پر عذاب وعتاب ڈھانے میں بھارتی حکومت اور بھارتی فورسز تیز سے تیزتر اور بد سے بدترین ہوتے گئے۔ ۱۹۹۰ء سے لے کر اب تک ایک لاکھ سے زائد نہتے کشمیریوں کو بھارتی فورسز کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا ہے۔ یتیموں، بیواؤں اور نیم بیواؤں کی ایک بڑی تعداد سسک سسک کر

زندگی گزارنے پر مجبور کردی گئی ہے۔ ہزاروں کی تعداد میں گمنام قبریں جموں وکشمیر میں اب تک دریافت کی جاچکی ہیں۔عزت وعصمت اور جان و مال کی بے مثال قربانی اس عرصے کے دوران اس قوم نے پیش کی ہے۔ اس قوم کے جیالے تختۂ دار کو چوم رہے ہیں اور آج کی تاریخ میں اب بھارتی قبضے کے خلاف آواز بلند کرنے والے کشمیری نوخیز نسل کو بے رحمی سے بینائی سے محروم کیا جارہا ہے۔کمسن بچوں سے لے کر عمر رسیدہ بزرگ بلا ناغہ جیلوں کے اندر پابند سلاسل کیے جارہے ہیں۔ بندوق اور توپ تفنگ کا مقابلہ اب نہتے کشمیری درختوں کی ٹہنیاں اور سنگ ریزے اُٹھا اُٹھا کر کررہے ہیں۔سینوں پر گولیاں کھا کھا کر بھارتی جبری قبضے کو للکار رہے ہیں۔

جب ایک طرف کشمیری قوم تحریک آزادی کو منزل مقصود سے ہمکنار کرنے کا عزم لیے میدانِ کارزار میں کود پڑی ہوئی ہے اور تحریک آزادی سے کسی بھی حال میں دست بردار ہونے کا سوچ بھی نہیں سکتے ہیں، تو پاکستان کی یہ ذمہ داری بنتی ہے کہ وہ کشمیریوں کی ہرممکن مدد کے لیے پوری یکسوئی کے ساتھ سامنے آئے۔کشمیریوں کو بھارت کی جانب سے درپیش مظالم اور جارحیت کو ٹھنڈے پیٹوں برداشت نہ کرے، بلکہ ایک محسن اور لائق وکیل ہونے کے ناتے مؤثر اقدام کرے۔ پاکستانی عوام ہمیشہ سے کشمیریوں کی پشت پر رہے ہیں اور بیش بہا قربانیاں پیش کرتے آرہے ہیں۔

پاکستانی عوام اور کشمیریوں کے مابین پیار وعقیدت کا یہ رشتہ اس بات کا متقاضی ہے کہ حکومت پاکستان، تنازعہ کشمیر کے حوالے سے اپنے اصولی اور تاریخی موقف سے پسپائی اختیار نہ کرے۔ پاکستانی عوام اور کشمیری قوم کے جذبات کا خیال رکھتے ہوئے حکومت پاکستان منظم اور مربوط انداز سے کشمیر کی تحریک آزادی کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے اقدام کرے۔عصرِ حاضر کے تقاضوں کا ادراک کر کے ہر اُس سعی کو عملی جامہ پہنایا جائے، جو اس سمت میں مدد ومعاون ثابت ہو۔ کشمیر کے خونیں میدانِ کارزار سے یہی فلک شگاف آوازیں بلند ہورہی ہیں۔ یہاں کی عزت مآب مائیں اور بہنیں پاکستان سے یہی امید لگائے ہوئے اپنے لختِ ہائے جگر اس راہ میں قربانی کے لیے پیش کررہی ہیں۔

پاکستانی حکومت کے ایوانوں میں ہے کوئی یہ پکار سننے والا؟